بسم اللہ الرحمن الرحیم

بچے کی دماغی خرابی کی وجہ سے 23 ہفتے کا حمل ضائع کروانا کیسا؟

دارالافتاء اہلسنت (دعوت اسلامی)

سوال

کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیانِ شرع متین اس مسئلے کے بارے میں کہ میری حمل کی مدت 23 ہفتے تھی۔ الٹرا ساؤنڈ اور طبی معائنے کے بعد ڈاکٹروں نے بتایا کہ بچے کا سر اور دماغ صحیح طور پر نشوونما نہیں پا رہا اور بچے کی حالت ایسی ہے کہ پیدائش کے بعد اس کے زندہ رہنے کا امکان نہیں ہوگا۔ تاہم ڈاکٹروں نے یہ بھی بتایا کہ حمل جاری رکھنے کی صورت میں میری جان کو کوئی خطرہ بھی نہیں ہے۔ میں نے اس بارے میں اپنے شوہر سے مشورہ کیا۔ شوہر نے یہ رائے دی کہ اگر مزید دو ماہ حمل جاری رکھنے سے بھی بچے کو کوئی فائدہ نہیں ہوگا اور وہ پیدائش کے بعد زندہ نہیں رہ سکے گا، تو حمل کو ختم کروا لینا چاہیے۔ چنانچہ میں نے شوہر کے مشورے پر 23 ہفتے کے حمل کو ختم کروا دیا۔ اب مجھے اس پر شدید ندامت اور گناہ کا خوف ہے۔ مجھے معلوم یہ کرنا ہے:

(1) کیا 23 ہفتے کے حمل میں بچے کی دماغی خرابی کی وجہ سے حمل ختم کروانا شرعاً جائز تھا، جبکہ میری جان کو کوئی خطرہ نہیں تھا؟ اگر یہ عمل شرعاً ناجائز تھا، تو اب مجھ کو کیا کرنا چاہیے؟ کیا سچی توبہ اور استغفار کافی ہے یا اس کے ساتھ کوئی مخصوص کفارہ، غرہ، دیت لازم ہے؟

(2) کیا شوہر پر بھی کوئی شرعی ذمہ داری عائد ہوگی، کیونکہ میں نے ان سے مشورہ کر کے ان کی رائے پر یہ فیصلہ کیا تھا؟

(3) کیا میں اپنے فوت شدہ بچے کی طرف سے صدقہ یا کوئی اور نیک عمل کر سکتی ہوں؟

جواب

الٹرا ساؤنڈ کی رپورٹ سو فیصد حتمی نہیں ہوتی، اور بالفرض بچے میں مذکورہ خرابی موجود بھی ہوتی اور پیدائش کے بعد اس کے زندہ رہنے کا امکان نہیں تھا، تب بھی مذکورہ مدت کے بعد حمل کو ضائع کروانا ہرگز جائز نہیں تھا، کہ حمل کی مدت 23 ہفتے ہو چکی تھی، یعنی حمل کو چار مہینے سے زائد کا عرصہ گزر چکا تھا، تو اس صورت میں یہ ایک زندہ جان کا قتل ہوا، کیونکہ چار مہینے مکمل ہونے تک بچے کے اعضا بن جاتے ہیں اور حمل میں روح بھی پھونک دی جاتی اور جان پڑ جاتی ہے۔ بہرحال اب جبکہ حمل ضائع کروایا جا چکا ہے، تو اس پر اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں سچی توبہ و استغفار لازم ہے۔ نیز چونکہ شوہر بھی اس ناجائز اِقدام پر رضامند تھا اور اسی کی رائے پر یہ فیصلہ کیا گیا، اس لیے وہ بھی گنہگار رہوا، اُسے بھی توبہ و استغفار لازم ہے۔ البتہ مذکورہ صورت میں بیوی اور شوہر دونوں پر کوئی مخصوص کفارہ لازم نہیں۔ اسقاطِ حمل کے گناہ کا کفارہ توبہ و استغفار ہی ہے۔

درمختار میں ہے: ”ویکرہ ان تسقی لاسقاط حملھا وجاز لعذر حیث لا یتصور“ ترجمہ: حمل ساقط کروانے کے لیے عورت کو دوائی پلانا مکروہ (تحریمی، ناجائزوگناہ) ہے اور عذر کی وجہ سے جائز ہے جبکہ بچے کی صورت نہ بنی ہو۔

ردالمحتار میں ہے: ”قالوا ایباح لھا أن تعالج في استنزال الدم ما دام الحمل مضغة أو علقة ولم یخلق له عضو وقدروا تلك المدة بمائة وعشرین یوما، وجاز لأنه لیس بآدمي وفیه صیانة الآدمي خانیة (قوله حیث لا یتصور) قید لقوله: وجاز لعذر والتصور کما في القنیة أن یظھر له شعر أو أصبع أو رجل أو نحو ذلك“ ترجمہ: فقہائے کرام نے فرمایا کہ عورت کے لیے حمل کو زائل کرنے کے لیے علاج کرنا، جائز ہے، جب تک کہ وہ حمل گوشت کی بوٹی، یا جما ہوا خون ہو اور اس کا کوئی عضو نہ بنا ہو اور فقہائے کرام نے اس کا اندازہ ایک سو بیس دن سے لگایا ہے تو (اس سے پہلے کسی عذر کی وجہ سے حمل ساقط کرنا) جائز ہے کیونکہ وہ آدمی نہیں ہے اور حمل ساقط کرنے میں ایک آدمی کی حفاظت ہے۔ خانیہ (مصنف کا قول: جبکہ بچے کی صورت نہ بنی ہو) یہ قید اس قول کے لیے ہے کہ ”کسی عذر کی وجہ سے جائز ہے۔“ اور قنیہ میں ”صورت“ کی وضاحت یہ کی گئی ہے کہ حمل میں بال، انگلی، پاؤں یا اس طرح کا کوئی عضو ظاہر ہو جائے۔ (درمختار مع ردالمحتار، جلد9، صفحہ 709، دارالمعرفۃ، بیروت)

ردالمحتار علی الدرالمختار میں ہے: ”اتفق العلماء علی أن نفخ الروح لا یکون إلا بعد أربعة أشھر أي عقبھا کما صرح به جماعة“ ترجمہ: علماء کا اس پر اتفاق ہے کہ روح چار مہینے کے بعد پھونکی جاتی ہے، یعنی چار مہینے کے فوراً بعد جیسا کہ ایک جماعت نے اس کی تصریح کی ہے۔ (ردالمحتار، جلد1، باب الحیض، صفحہ 550، دارالمعرفۃ، بیروت)

سیدی اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: ”جان پڑجانے کے بعد اسقاطِ حمل حرام ہے اور ایسا کرنے والا گویا قاتل ہے اور جان پڑنے سے پہلے اگر کوئی ضرورت ہے، تو حرج نہیں۔“ (فتاوی رضویہ، جلد24، صفحہ 207، رضا فاؤنڈیشن، لاہور)

مذکورہ صورت میں اسقاط حمل کا کوئی مالی کفارہ لازم نہیں، چنانچہ فتاوی ہندیہ میں ہے: ”والمرأة إذا ضربت بطن نفسھا، أو شربت دواء لتطرح الولد متعمدة، أو عالجت فرجھا حتی سقط الولد ضمن عاقلتھا الغرة إن فعلت بغیر إذن الزوج، وإن فعلت بإذنه لا یجب شيء کذا في الکافي“ ترجمہ: اور اگر عورت نے جان بوجھ کر اپنے پیٹ پر ضرب لگائی، یا حمل گرانے کے لیے کوئی دوا استعمال کی، یا اپنے فرج کے ساتھ ایسا معاملہ کیا جس کے نتیجے میں، بچہ ساقط ہوگیا، تو اگر اس نے شوہر کی اجازت کے بغیر ایسا کیا ہو تو اس کی عاقلہ پر غرّہ لازم ہوگا۔ اور اگر اس نے شوہر کی اجازت سے ایسا کیا ہو تو کچھ بھی لازم نہیں ہوگا۔ اسی طرح کافی میں مذکور ہے۔
(الفتاوی الھندیۃ، کتاب الجنایات، جلد6، صفحہ 35، دارالفکر، بیروت)

بہار شریعت میں ہے: ”کسی حاملہ عورت نے اپنے پیٹ پر ضرب لگا کر یا دوا پی کر، یا کوئی اور تدبیر کر کے عمداً اپنے حمل کو ساقط کر دیا تو اگر بغیر اجازت شوہر ایسا کیا تو اس عورت کے عاقلہ پر غرہ لازم ہوگا اور اگر عاقلہ نہ ہوں تو اس کے مال سے غرہ ایک سال میں ادا کیا جائے گا۔ اور اگر شوہر کی اجازت سے ایسا کیا ہے تو کچھ لازم نہیں ہے۔۔۔ اگر شوہر نے بیوی کو اسقاط کی اجازت دی اور بیوی نے

کسی دوسری عورت سے اسقاط کرالیا تو یہ دوسری عورت بھی ضامن نہیں ہوگی۔" (بہارِ شریعت، جلد3، حصہ 18، صفحہ 849، مکتبۃ المدینہ، کراچی)

چار مہینے کے حمل کے بعد اسقاط والے بچے کو ایصال ثواب کیا جاسکتا ہے کہ علماء نے فرمایا کہ اسے بھی قیامت میں اٹھایا جائے گا۔

وَاللہُ اَعْلَمُ عَزَّوَجَلَّ وَرَسُوْلُہ اَعْلَم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم

مجیب : مفتی محمد قاسم عطاری

فتوی نمبر : FAM-1318

تاریخ اجراء : 17 ربیع الاول 1448ھ/31 اگست 2026ء

Dar-ul-IftaAhlesunnat (Dawat-e-Islami)

www.fatwaqa.com

daruliftaahlesunnat

DaruliftaAhlesunnat

Dar-ul-ifta AhleSunnat

feedback@daruliftaahlesunnat.net